کشمیر میں اکبر اور جہانگیر کے دور میں

فنِ معماری اور فارسی کتبہ نویسی *

اکبر اور جہانگیر دونوں بادشاہ فن معماری کے بے حد شوقین تھے۔ عمارت سازی، پتھروں پر کھدائی اور کندہ کاری، در و دیواروں پر نقش و نگار، جلیل الشان شاہی محلات، باشکوہ مساجد، مقبروں اور ان کے بہترین اور اعلیٰ قسم کے کتبے ان دونوں بادشاہوں کے ذوق جمیل کی نہ فقط نشاندہی کرتے ہیں بلکہ انکی عظمت، سطوت اور بلند وقار کو چار چاند لگاتے ہیں۔

از نقش و نگار در و دیوار شکستہ   آثار پدیداست صنادید عجم را

ان دونوں بادشاہوں نے ہندوستان کے گوشہ و کنار میں بہت سی عمارات تعمیر کرائی ہیں۔ ابوالفضل جو دربار اکبری کا مقتدر مورخ تھا، اکبر کی عمارت سازی کے بارے میں لکھتا ہے:

"ازین رو گیتی خدیو (اکبر) پیوستہ عالی بناھا طرح فرماید و در لباس آب و گل کار جان و دل بجای آرد" ع۱

ایران کے صفوی بادشاہ اکبر اور جہانگیر کے معاصر تھے جہاں ادب کو زوال آمادگی کا سامنا تھا اگرچہ ملک الشعرا بہار کے بقول اس دور میں ایران میں نظم و نثر میں زبردست تنزل رونما ہوا، لیکن صنایع دستی، عمارت سازی، خوشنویسی اور نقاشی کے علاوہ قالین بافی جیسی صنایع میں صفویوں کا حسنِ سلیقہ مکمل طور پر نمایاں ہے ع۲

ع۱   آئین اکبری   ۱/۱۶۴ (فارسی)   ع۲ سبک شناسی   ۳/۳۰۱ (اجیبی)

* نویسندہ:۔ ڈاکٹر محمد صدیق نیازمند

Scanned by CamScanner

اس دور میں ایران کے دور دراز علاقوں سے فنکار خوشنویس، مصور، سنگتراش اور معمار جوق در جوق ہندوستان
پہنچتے رہے اور ان ایرانی فنکاروں اور خاص طور پر معماروں کے باہمی میل جول سے فن معماری میں ایک
نئی روش اور طرز نے جنم لیا جسکو بقول علی اصغر حکمت "معماری ہند و اسلام یعنی INDO ISLAMIC
ARCHITECTURE" کا نام دیا جا سکتا ہے ۱؎ اس کے علاوہ فن کتبہ نویسی بھی حد کمال کو پہنچا
چنانچہ ہندوستان میں اس دور کے بہت سے بہترین اور عمدہ کتبے آج بھی جگہ جگہ ملتے ہیں۔

جہاں تک کشمیر میں اکبر اور جہانگیری دور کی فن معماری کا تعلق ہے اس میں ہمیں ان عمارات
کی طرز تعمیر کو ملحوظ نظر رکھنا لازمی ہوگا جو اکبر کی تسخیر کشمیر سے قبل یہاں تعمیر کراتے گئے تھے N. H.
NICHOLLS نے کشمیر کی فن معماری کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہے ۲؎

۱۔ مغلوں سے قبل کا طرز تعمیر ۲۔ چوبی طرز تعمیر ۳۔ خالص مغل طرز تعمیر

مغلوں سے قبل کے طرز تعمیر کو دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے پہلا ہندو راجاؤں کے تعمیر
کردہ محل اور مندر ہیں جو اکثر و بیشتر پتھروں کے بنے ہیں اور ان کے بارے میں ابوالفضل لکھتا ہے
کہ "باستانی بتخانہا شگفت آور، امروز بسیاری خراب" ۳؎ اور جہانگیر توزک میں ان کے متعلق
یوں لکھتا ہے "بتخانہای عالی کہ پیش از ظہور اسلام اساس یافتہ، برجاست و عمارتش ہمہ از
سنگ و از بنیاد تا سقف سنگہای کلان سی منی چہل منی تراشیدہ و برروی یک دیگر نہادہ" ۴؎

دوسری قسم کی مغلوں سے قبل کی طرز تعمیر کشمیر میں اسلام کے پھیلنے کے بعد جنم لیتی ہے جسکے دو اہم
نمونے آج بھی سرینگر میں موجود ہیں جن میں سے ایک زینہ کدل کے پاس شاہی مقبرے (مزار سلاطین)

۱؎ سرزمین ہند ص ۱۱۷

2: ARCHAEOLOGICAL SURVEY REPORT FOR 1906-7 BY W.H. NICHALLS PAGE 161

۳؎ آئین اکبری ۲/۵۱۲

۴؎ توزک جہانگیری ص ۲۹۶ (نولکشور) بحوالہ اسلامک کلچر ان کشمیر ص ۲۱۲

ہیں سلطان زین العابدین کا بنوایا ہوا اسکی ماں کا مقبرہ ہے اور دوسرا بھی اسی سلطان کا بنوایا ہوا بوٹہ کدل کے قریب مزار مدنی یعنی مزار مدین صاحب ہے۔

۲۔ چوبی طرز تعمیر:۔ چوبی عمارت سازی کا طرز کشمیر کا انفرادی طرز ہے جسکے متعلق بقول صوفی کشمیر سے باہر کی دنیا کو زیادہ واقفیت حاصل نہیں چنانچہ جہانگیر ان کو کشمیر میں دیکھ کر نہایت مسرت اور حیرانگی کے ساتھ توزک میں یوں توصیف کرتا ہے " عمارات کشمیر ہمہ از چوب است۔ دو آشیانہ وسہ آشیانہ و چہار آشیانہ می سازند، وبامش راخاکپوش کردہ بپیاز لالہ چوغاشی می نشانند و سال بسال در موسم بہاری شگفد و بغایت خوشنما است۔ ایں تصرف مخصوص اہل کشمیر است" ؎۱

بقول صوفی یہ چوبی طرز کی معماری کشمیر میں مسلمانوں کی دین ہے کیونکہ مسلمانوں کے مقبروں، مسجدوں اور خانقاہوں میں آج اس طرز کی عمارات دیکھنے میں آتی ہیں جبکہ ہندوؤں کے مندروں کی ساخت اس سے بالکل الگ ہے چوبی طرز کی معماری میں سرینگر میں زین العابدین کی بنوائی ہوتی بارہ منزلہ عمارت راج دان کافی مشہور رہی ہے یہ عمارت موجودہ نالہ بل نوشہرہ سرینگر میں تعمیر کی گئی تھی۔ دوسری عمارات میں جامع مسجد، خانقاہ شاہ ہمدان، خانقاہ چرار شریف، خانقاہ شاہ ہمدان ترال ؎۲، خانقاہ و مسجد شریف نقشبند صاحب، مسجد شریف پانپور، مزار و خانقاہ عشمقام وغیرہ مشہور ہیں۔

۳۔ خالص مغل طرز تعمیر:۔ کشمیر میں خالص مغل طرز تعمیر کا آغاز مرزا حیدر دوغلت مؤلف تاریخ رشیدی نے کیا ہے جس نے شہمیری دور میں کشمیر کو ۲ دو بار مسخر کیا تھا اُس نے کشمیر میں اپنے قیام کے دوران کشمیر کی فن معماری میں ایک نئی چیز کا اضافہ کیا ہے اور وہ حمام ہے تاریخ حسن کے مطابق میرزا حیدر نے کشمیر میں ترکی طرز کے حمام تعمیر کراتے۔

اکبر اور جہانگیر دونوں نے کشمیر میں اسی طرز کی عمارات تعمیر کراتی ہیں جو انہوں نے آگرہ یا دہلی میں تعمیر کی تھیں جن میں سے ہاری پربت کے اردگرد کی فصیل اور اسکے اندر بساتے ہوتے ناگر نگر شہر کی عمارات شامل ہیں۔ اسی طرح شہر سرینگر کی پتھر مسجد، شالیمار باغ اور ویری ناگ میں

؎۱ توزک جہانگیری ص ۳۰۳ ۔ ۳۰۴

؎۲ خانقاہ و مسجد چرار شریف اور خانقاہ شاہ ہمدان ترال دونوں بدقسمتی سے نذر آتش ہو گئیں۔

Scanned by CamScanner

گرمیوں کے ایام گذارنے کا شاہی محل اور حمام کے علاوہ اچھہ بل کی بارہ دری آجکل بھی موجود ہیں ع۱

کشمیر میں اس دور کے فن معماری کے عمدہ نمونوں میں اکبر اور جہانگیر کے کشمیر میں بنواتے ہوتے باغات کو آج بھی وہی اہمیت حاصل ہے جو انکو اکبر اور جہانگیر کے زمانے میں حاصل رہی ہے ان باغات کے تعمیر میں بھی وہ خاص طرز اور اسلوب ملحوظ نظر رکھا گیا ہے جو ہندوستان کے دوسرے مغلیہ دور کے باغات یا عمارات میں ملتا ہے ان باغوں میں فوارے، آبشار، حوض اور چھوٹے چھوٹے باغیچے ہیں جن کے ارد گرد یا بیچوں بیچ چھوٹی چھوٹی سڑکیں اور کیاریاں ہیں یہ باغات کشمیر میں مغل باغات کے نام سے مشہور ہیں۔ ان باغوں کی توصیف میں جو اشعار اس دور کے شعرا نے کہے ہیں وہ فارسی ادب کے بہترین نمونے اور لطیف آثار میں شمار کیے جا سکتے ہیں علی اصغر حکمت ان کے بارے میں رقمطراز ہے کہ "اشعار و مثنویات ظریفی کہ شعرای فارسی زبان در دربار اکبری و اولاد او در اوصاف باغہای مغولی سرودہ اند و آمیزش طبیعت و صنعت را در زبان شعر وصف کردہ، از آثار بسیار دلبر با و لطیف ادب فارسی است" ع۲

کشمیر پر قبضہ ہو جانے کے بعد (۹۹۴ھ) جب اکبر پہلی بار کشمیر آیا (۹۹۶ھ) تو اس نے پہلے پہل کشمیر آنے کیلئے راستے کو تعمیر کرانے کا کام اپنے مشہور درباری معمار محمد قاسم خان کے سپرد کیا جس نے گجرات، بمبر اور شوپیان کی شاہراہ تعمیر کی تھی ع۳ شاہراہ کے تعمیراتی کاموں کی تفصیل اکبر نامہ میں یوں درج ہے "سہ ہزار سنگ تراشان کوہ کن و خارا شگافان فرہادفن و دو ہزار بلیداران کار گذار بسر کردگی قاسم خان دستور یافتند تا نشیب و فراز این راہ شگرف راہموار سازند" ع۴

ع۱ ISLAMIC CULTURE IN KASHMIR PAGE 215-216

ع۲ سرزمین ہند ص۱۳۹

ع۳ کشمیر ۱/۲۵۱

ع۴ اکبر نامہ ۳/۵۳۷

Scanned by CamScanner

کشمیر میں یہ راستہ آج بھی مغل روڈ کے نام سے مشہور ہے اس راستے کے تعمیراتی کاموں کا جائزہ فیضی نے کشمیر کی توصیف میں لکھے ہوتے قصیدے میں یوں لیا ہے۔

بحکم خسرو والا ز تیشۂ کوہ کنان — ہزار جوی روان کرد صاف تراز شیر

چنان بکوہ و کمر خارہ راتراشیدند — کہ بہر مرکب شاہی سزد ممر دمسیر

زمین عرصۂ کشمیر آسمان بگذشت — بعزِ دولت تقبیل پایہای سریر ع۱

اکبر کے زمانے کا فن معماری کا بہترین نمونہ سرینگر کے شمال مشرق میں واقع پہاڑی کوہ ماران جسے ہاری پربت بھی کہتے ہیں کے اردگرد کی فصیل ہے۔ اکبر نے کشمیر کی سیر و سیاحت کے دوران اپنے گورنر کشمیر کو حکم دیا تھا کہ وہ یہ فصیل تعمیر کراتے ع۲ فصیل کے اندر ایک نیا شہر بسانے کا حکم بھی دیا جس کا نام اکبر نے ناگر نگر رکھا تھا چونکہ کشمیر فتح ہونے کے باوجود بھی کشمیر میں بغاوتیں ہوتی رہتی تھیں غالباً یہی وجہ ہے کہ مغل فوجوں کے تحفظ کیلئے یہ فصیل بناتی گئی ہو کیونکہ شک کے یہاں اسکے متعلق ایک خفیف سا اشارہ ملتا ہے وہ لکھتا ہے کہ "مغل دیوار کے اندر رہائش کرتے ہیں۔" ع۳

ع۱ کشمیر ۲۵۱/۱

ع۲ کشمیر ۲۴۶/۱ میں درج ہے کہ اکبر نے اسکی تعمیر کا حکم سید یوسف خان رضوی مشہدی کو دیا تھا جبکہ معاصر کشمیری سنسکرت مورخ شک لکھتا ہے کہ اکبر نے اپنے گورنر کشمیر محمد قلی خان کو اسکے تعمیر کا حکم دیا تھا ملاحظہ ہو۔ KINGS OF KASHMIR PAGE 426

ع۳ شک ص۴۲۶ اسکے متعلق مورخین میں اختلاف پایا جاتا ہے شری واستوا لکھتا ہے کہ اکبر نے یہ فصیل اسلئے بنوانے کا حکم دیا تھا تاکہ کشمیر کے قحط زدہ لوگوں کو روزگار کے مواقع میسر ہوں ملاحظہ ہو AKBAR THE GREAT VOL I PAGE 409 اس کے برعکس سر لارنس کا بیان ہے کہ چک مظالم سے تنگ آکر جو کشمیری ترک وطن کر چکے تھے ان کو کشمیر میں روزگار مہیا ہونے کی صورت میں واپس کشمیر آنے کی رغبت پیدا کرنے کیلئے یہ فصیل بنوائی گئی ملاحظہ ہو VALLEY OF KASHMIR BY LAWRANCE PAGE 194

Scanned by CamScanner

جیسا کہ فصیل کے جنوبی دروازے (کاٹھی دروازہ) پر کندہ کتبے کی عبارت سے پتہ چلتا ہے کہ اکبر نے فصیل تعمیر کرانے کا کام اس زمانے کے مشہور آفاق معمار خواجہ محمد حسین کابلی کے سپرد کیا تھا۔ اسی فصیل کے اندر ناگر نگر شہر بسایا گیا تھا جس میں بادشاہ کا مسکن دولت خانہ بھی تعمیر کیا گیا تھا یہ شاہی محلات ہاری پربت کے مشرق میں موجودہ نگین جھیل کے کنارے پر تعمیر کراتے گئے تھے جن کی تعمیر جہانگیر کے عہد میں مکمل ہوئی تھی چنانچہ جہانگیر اسکے بارے میں لکھتا ہے کہ:

"متصل بشہر کوہچہ ایست کہ آنرا کوہ ماران گویند و ہری پربت نیز نامند و بر سمت

حاشیہ صفحہ گذشتہ

شک جو اس زمانے کا معاصر کشمیری مورخ تھا لکھتا ہے کہ اکبر نے محمد قلی خان کو ناگر نگر تعمیر کرنے کا حکم دیا کیونکہ اس وقت شاہی افواج نے شہریوں کے مکانات کو حیطہ تصرف میں رکھا تھا اس طرح سے کشمیری رعایا کو بہت سی تکالیف کا سامنا کرنا پڑتا تھا کشمیر کے تاجروں نے لوگوں کی ناگفتہ بہ حالت دیکھکر بادشاہ کو مطلع کیا جس نے فصیل کے اندر نیا شہر بسایا اور اس کا نام ناگر نگر رکھا۔

ملاحظہ ہو KINGS OF KASHMIR PAGE 426

ع۱ کشیر ۱/۲۴۸ میں یہ غلط درج ہے کہ خواجہ محمد حسین یا میر محمد حسین کنٹھ کشمیری معمار تھے خواجہ محمد حسین کے بارے میں مآثر الامرا میں درج ہے کہ وہ قاسم خان میر بحر کا چھوٹا بھائی تھا اکبر کے پانچویں سال جلوس میں اس نے منعم بیگ کے ہمراہ کابل سے آکر اکبر کی ملازمت اختیار کی۔ اس نے جہانگیر کے زمانے میں ۱۰۲۰ھ میں وفات پائی۔ ملاحظہ فرمایئے

مآثر الامرا ۱/۶۷۱۔ ۶۷۲ اور تاریخ حسن ۱/۳۸۷۔ ۳۸۸ حاشیہ

بقول پیرزادہ غلام حسن محمد حسین کنٹھ نے صفاکدل کے نزدیک ایک باغ جو باغ حسین کے نام سے معروف تھا بھی تعمیر کرایا ہے اسکے علاوہ ایک مسجد اور خانقاہ بھی تعمیر کراتی ہے مسجد کی تاریخ تعمیر بھی شاعر نے اس مصرعہ سے نکالی ہے " حسین کنٹھ بنا کرد مسجد اولیٰ"

کنٹھ یا کنٹ دراصل اس کنٹھ مالا کی یادگار ہے جو اکبر نے فصیل تعمیر کرنے پر محمد حسین کو عطا کی۔ سرودی صفحہ ۹۶ تاریخ

مشرقی آں کوہ دل واقع است...... حضرت عرش آشیانی (اکبر) انار اللہ برہانہ حکم فرمودہ بودند کہ درین مقام قلعہ از سنگ و آہک در غایت استحکام اساس نہند۔ در عہد دولت این نیاز مند قریب الاختتام شدہ چنانچہ کوہچہ مذکور درمیان حصار افتادہ و دیوار قلعہ بر دور آن گشتہ و کول مذکور بحصار پیوستہ و عمارات دولتخانہ مشرف برآن آب است و در دولتخانہ باغچہ واقع است و مختصر عمارتی در وسط آن (جھروکہ شاہی) کہ والد بزرگوارم اکثر اوقات درآنجا می نشستند" ع۱

جہانگیر کے زمانے میں ناگر نگر میں شاہی دولت خانہ کی حالت خراب ہو چکی تھی لہٰذا جہانگیر نے اسکے از سر نو تعمیر کرانے کا حکم اس طرح جاری کیا:

"درین مرتبہ سخت بیطراوت و افسردہ بنظر درآمدہ۔ چون نشیمن گاہ آن قبلۂ حقیقی و خدای مجازی (اکبر) درحقیقت سجدہ گاہ این نیازمند است، بر خاطر حق شناس ناپسندیدہ افتاد، بہ معتمد خان کہ از بندہ ہای مزاج دانست حکم فرمودم کہ در ترتیب باغچہ و تغیر منازل غایت جد و جہد بتقدیم رساند۔ در اندک فرصت بحسن اہتمام رونق دیگر یافت۔ در باغچہ صفہ عالی سی ودو درعہ مربع مشتمل بر سہ قطعہ آراستہ شد و عمارات را از سر نو تعمیر فرمودہ بہ تصویر استادان نادرہ کار رشک نگار خانہ چینی ساخت و این باغچہ را نور افزا نام کردم" ع۲

ہاری پربت کی فصیل جو کہ آجکل موجود ہے کو ۴۴ سال جلوس اکبر مطابق ۱۰۰۷ھ میں مکمل کیا گیا۔ فصیل کے جنوبی دروازے پر اکبر کے زمانے کا مندرجہ ذیل کتبہ آج بھی دروازے کے اوپر نصب ہے:

بنای قلعۂ ناگر نگر شد	بحکم پادشاہ دادگستر
سر شاہان عالم شاہ اکبر	تعالی شانہ، اللہ اکبر

ع۱ توزک جہانگیری ص۳۰۶ (نولکشور)

ع۲ توزک جہانگیری ص۳۰۶ مآثر جہانگیری ص۳۰۱ میں بھی یہ عبارت معمولی حذف و اضافہ کے ساتھ درج ہے۔

Scanned by CamScanner

شہنشاہی کہ در عالم مثالش — نبود واست و نخواہد بود دیگر

کرور ونہ لک از مخزن فرستاد — دو صد استاد ہندی جملہ چاکر

نکرد ہیچ کس بیگار اینجا — تمامی یافتہ از مخزنش زر

چہل و چار از ظہور پادشاہی — ہزار و شش ز تاریخ پیمبر ع۱

مندرجہ بالا کتبے کے نیچے دوسرا کتبہ بھی نصب ہے جس میں اسکے معمار محمد حسین کا بھی ذکر آتا ہے:

بنای قلعہ ناگر نگر بعون اللہ — بحکم حضرت ظل اللہ اکبر شاہ

بسعی خواجہ محمد حسین گشت تمام — حقیر بندۂ از بندہ ہای اکبر شاہ

بقای دولت ایں شاہ تا ابد باد! — بحق اَشْہَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ ع۲

معتبر ذرائع سے پتہ چلتا ہے کہ ناگر نگر ۱۰۲۹ھ میں نامکمل تھا چنانچہ جہانگیر نے ۱۰۲۹ھ کے واقعات تحریر کرنے کے ضمن میں لکھا ہے "بحکم عرش آشیانی (اکبر) قلعہ از سنگ و آہک در غایت استحکام احداث یافتہ غایتاً ہنوز ناتمام است. یک ضلع آن ماندہ امید کہ بعد ازیں باتمام رسد" ع۳

جہانگیر کے زمانے میں ایک یورپی سفیر ہندوستان میں موجود تھا ع۴ وہ اس فصیل اور اسکے اندر

ع۱، ع۲ تاریخ حسن ۱/۳۸۶ کتبے سے پتہ چلتا ہے کہ اس پر اکبر نے ایک کروڑ اور نو لاکھ روپے خرچ کئے، اسکے تمام معمار کشمیری نہیں تھے اور مزدوروں سے بیگار کا کام نہیں لیا گیا جو اسکی طرف خفیف اشارہ ہے کہ کشمیر میں اس زمانے یا اس سے پہلے بیگار کا رواج موجود تھا۔

ع۳ توزک جہانگیری ص ۳۰۱

ع۴ جہانگیر کے زمانے میں ایک ڈچ سفیر ایسٹ انڈیا کمپنی کے ساتھ وابستہ تھا اس کا نام FRANCISCO PELSAERT تھا وہ ۱۶۲۱ء سے ۱۶۲۷ء تک یعنی سات سال تک ہندوستان میں رہا۔ اس نے جو رپورٹ دی ہے وہ REMONSTRANTIE کے نام سے ۸۸ صفحات پر مشتمل ایک کتابچے کی صورت میں شائع ہو چکی ہے ملاحظہ ہو۔ کشیر ۱/۲۶۰

Scanned by CamScanner

شاہی محلات کے بارے میں یوں رقمطراز ہے کہ "پہاڑی کے اردگرد ایک فصیل ہے جس میں بہت سے مکانات ہیں ان کے بیچ میں بادشاہ کا محل ہے جو بہت ہی وسیع ہے ملکہ نور جہاں اسکے بھائی آصف خان، مکرم خان بادشاہ کے سب سے چھوٹے بیٹے سلطان شہریار (جسکی شادی ملکہ کی بیٹی جو کہ اسکے پہلے خاوند سے تھی) کے محلات بادشاہ کے محل کے اردگرد ہیں"۔

سفیر مذکور مزید لکھتا ہے کہ جہانگیر نے اس قلعے کے لئے لکڑی کی بنی ہوئی پانی کی ایک نہر بھی تعمیر کرائی لیکن اس خیال سے کہ اس کا پانی دشمن آسانی سے زہر آلود کر سکتا ہے دس ہزار روپے خرچ کرنے کے بعد اس خیال کو ترک کیا" اسکی تصدیق جہانگیر سے بھی ہوتی ہے کیونکہ سنہ ۱۰۳۱ھ کے واقعات تحریر کرنے کے ضمن میں جہانگیر اپنی توزک میں لکھتا ہے کہ حیدر ملک چاڈورہ کو تیس ہزار روپے دیئے گئے تاکہ شاہی محلات کے لئے لار سے ایک نہر لائے وہ لکھتا ہے:

"حیدر ملک را بکشمیر فرستادم کہ از درۂ لار جوی آب بباغ نور افزا بیارد۔ سی ہزار روپیہ بہ جہت مصالح واجورۂ آن حوالہ شد" ؎۱

کشمیر میں اکبر کے زمانے میں فن معماری کو کافی فروغ ملا۔ ایک طرف قلعہ ناگر نگر کی تعمیر جاری تھی تو دوسری طرف فصیل کے اندر امیروں، وزیروں اور شہزادوں نے اپنے لئے بہت سے محلات بنوائے اور باغات لگوائے۔ اکبر نے خود کشمیر میں ایک خوبصورت اور دلکش عبادت خانہ کی بنیاد بھی ڈالی تھی جہاں پر حسب منشاء ہندو اور مسلمان دونوں فرقے کے لوگوں میں سے جن کا دل چاہتا تھا مصروف عبادت رہتے۔ یہ عبادت خانہ کشمیر میں کہاں پر تعمیر کرایا گیا تھا اسکے بارے میں مورخین خاموش نظر آتے ہیں البتہ عین ممکن ہے کہ یہ عبادت خانہ بھی اکبر نے ہاری پربت (کوہ ماران) میں اپنے دولتخانہ کے نزدیک ہی بنوایا ہوگا۔ اس عالیشان عمارت کی دیوار پر ایک خوبصورت کتبہ منقش کرایا گیا تھا جس کی عبارت ابوالفضل علامی نے ترتیب دی تھی اسکے بارے میں مولانا آزاد لکھتا ہے کہ "ذرا اس کے الفاظ دیکھو کس

؎۱ توزک جہانگیری ص ۳۵۵

صدق دل سے ٹپکے ہیں" ۱ کتبہ ملاحظہ فرمائیے :-

"الٰہی بہر خانہ کہ می نگرم جویای تواند و بہر زبان کہ می شنوم گویای تو۔ شعر

کفر و اسلام در رہت پویان ۔۔۔ وحدہٗ لا شریک لہ گویان

اگر مسجد ست بیاد تو نعرۂ قدوس می زنند و اگر کلیساست بشوق تو ناقوس می جنبانند رباعی

ای تیر غمت را دل عشاق نشانہ ۔۔۔ خلقی بتو مشغول و تو غائب ز میانہ

گہ معتکف دیرم و گہ ساکن مسجد ۔۔۔ یعنی کہ ترا می طلبم خانہ بخانہ

اگر خاصان ترا بکفر و اسلام کاری نیست این ہر دو را بپردۂ اسلام تو باری نہ ۔۔۔

کفر کافر را و دین دیندار را ۔۔۔ ذرۂ درد دل عطار را

این خانہ بہ نیت ایتلاف قلاب موحدان ہندوستان و خصوصاً معبود پرستان عرصہ کشمیر بنا یافت

بفرمان خدیو تخت و افسر ۔۔۔ چراغ آفرینش شاہ اکبر

نظام اعتدال ہفت معدن ۔۔۔ کمال امتزاج چار عنصر

خانہ خرابی کہ نظر صدق نینداختہ این خانہ را خراب سازد باید کہ نخست معبد خود را بیندازد چہ اگر نظر بہ دل است باہمہ ساختنی است و اگر چشم بر آب و گل است ہمہ برانداختنی۔ مثنوی

خداوندا چو داد کار دادی ۔۔۔ مدار کار بر نیت نہادی

توئی بر کارگاہ نیت آگاہ ۔۔۔ بہ پیش شاہ داری نیت شاہ ۲

اکبر کشمیر کی خوبصورت وادی کو ہمیشہ اپنا ذاتی باغ تصور کرتا تھا اس نے اس گل پوش وادی کی خوبصورتی کو بڑھاوا دینے کیلئے بعض دلکش اور عالیشان باغات بھی لگواتے ہیں جن

---

۱ دربار اکبری از آزاد ص ۵۵۳

۲ بلاک مین نے لکھا ہے کہ یہ عبادت خانہ عالمگیر کے زمانے میں منہدم ہوگیا۔ ملاحظہ فرمائیے دربار اکبری از آزاد ص ۵۵۴

سے اسکی خوبصورتی دوبالا ہوگئی۔ کشمیر کی فطری خوبصورتی اور یہاں کے قدرتی مناظر سے متاثر ہوکر اس نے شہر سرینگر میں ناگر نگر میں جھروکۂ شاہی اور درشنی باغ ہاری پربت کے دامن میں تعمیر کرائے۔ یہ دونوں اکبر نے اپنے دولتخانہ کے نزدیک بنوائے تھے۔ شاہی محلات میں سنگ بلور اور سنگ اسود استعمال کئے گئے تھے اور اسکے ستونوں پر مرصع کاری سے جواہرات جڑے گئے تھے۔ انہی محلات میں ایک جھروکۂ شاہی بھی بنوایا گیا تھا جس کے سامنے ایک خوبصورت باغ جھیل ڈل کے ساحل تک قسم قسم کے درختوں، آبشاروں اور سنگ مرمر سے بنوایا گیا تھا اور اس کا نام درشنی باغ تھا اس باغ کا تاریخی شعر یہ ہے۔

شاہ گلگشت باغ بنمود "باغ" تاریخ باغ فرمود ع۱ (۱۰۰۳ھ)

جہانگیر کشمیر کے قدرتی نظاروں اور دلکش آب و ہوا کا بڑا شیدائی تھا اپنے آپ کو فرحت و آرام بخشنے کی خاطر وہ اوائل بہار میں جبکہ وادی کے اکثر پہاڑ برف پوش ہوا کرتے ہیں، دشوار گذار راہیں طے کر کے کشمیر کے دلفریب نظاروں اور یہاں کے رنگ برنگے پھولوں سے لطف اندوز ہونے کیلئے آتا تھا چونکہ وہ متعدد بار کشمیر آیا ہے لہذا وادی کشمیر کے آنے جانے کے دشوار گذار راستوں کو زیادہ آرام دہ بنانے کیلئے اس نے بہت سی پناہ گاہیں اور سرائیں تعمیر کرائیں اور راستے کو ٹھیک کرانے کا کام اپنے درباری معمار نورالدین قلی کے سپرد کیا چنانچہ چودھویں سال جلوس مطابق ۱۰۲۸ھ کے واقعات تحریر کرنے کے ضمن میں جہانگیر توزک میں رقمطراز ہے:

"چون عزیمت سیر گلزار ہمیشہ بہار کشمیر در خاطر تصمیم یافتہ، نورالدین قلی رخصت شد کہ پیشتر شتافتہ نشیب و فراز راہ پونچھ (پونچھ) راحتی الامکان علاج نماید و نوعی سازد کہ عبور چارواہای

ع۱ تاریخ حسن ۲۸۴/۱ جھروکہ شاہی اور درشنی باغ دونوں افغان گورنر امیر خان جوان کے حکم سے ۱۷۷۰ء میں تباہ کئے گئے ملاحظہ ہو کشیر از صوفی ۳۱۴/۲

دی مغل ایمپائر مد ۱۶۸ کے مطابق اکبر نے نسیم باغ بھی بنوایا تھا جو کہ آج کل کشمیر یونیورسٹی کے ساتھ منسلک ہے لیکن تاریخ حسن ۲۹۲/۲ - ۲۹۱ کے مطابق یہ باغ شاہجہان نے بنوایا۔

بار بردار از کریوہ ہای دشوار گذار بسہولیت میسر شود و مردم محنت و تعب نکشند و جمع کثیر از عملہ و فعلہ اینکار مثل سنگتراش و نجار بیلدار وغیرہ بہمراہی او رخصت یافتند۔" ع۱

ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اس راستے میں سرائیں وافر تعداد میں موجود نہیں تھیں جہانگیر نے سرما اور برف سے محفوظ رہنے کیلئے جگہ جگہ اور ہر منزل پر عمارتیں اور سرائیں تعمیر کرائیں جو ۱۰۲۸ھ میں مکمل تو ہو چکی تھیں لیکن استعمال کے لائق نہیں تھیں چنانچہ سنہ ۱۰۲۹ھ کے واقعات میں توزک میں جہانگیر لکھتا ہے کہ:

"پیش ازیں فرمودہ بودم کہ از کشمیر تا انتہای کوہستان در ہر منزل عمارتی بجہت نشیمن خاصہ و اہل مجلس اساس نہند کہ در سرما و برف در خیمہ نباید گذرانید۔ اگرچہ عمارات این منزل باتمام پیوستہ بود، چون ہنوز نم داشت و لبوی آہک می آمد، در خیمہ استراحت نمودہ شد"ع۲

لیکن سنہ ۱۰۳۴ھ (اسفندار مہینے کے وسط میں) جب جہانگیر بقول کامگار حسینی چوتھی بار کشمیر گیا تو اس وقت اس سارے راستے میں جگہ جگہ سرائیں تعمیر ہو چکی تھیں چنانچہ مآثر جہانگیری کا مؤلف لکھتا ہے: "روز جمعہ بیست و نہم در منزل نور آباد کہ بر ساحل دریای بہت واقعست نزول اتفاق افتاد۔ از گہات بہت تا کشمیر بدستوری کہ در راہ پیر پنچال منزل بہ منزل جایہا و نشیمنہا ساختہ اند، درین راہ نیز اساس یافتہ و اصلاً بہ خیمہ و سایر رخوت فراشخانہ احتیاج نیست"۔ ع۳

جہانگیر کو پتھروں پر کتبے کندہ کرانے کا بے حد شوق تھا کتبہ نویس اکثر لمبے اور طولانی

ع۱ توزک جہانگیری ص ۲۷۸ نولکشور

ع۲ ایضاً ص ۳۲۱ مآثر الامراء ۳/۲۴۷ میں درج ہے جس وقت جہانگیر اپنی تخت نشینی کے بعد پہلی بار کشمیر گیا اور اس سفر کا بنیادی مقصد کشمیر کے بہار سے لطف اندوز ہونا تھا چونکہ بہار کے موسم میں کشمیر کے اردگرد کے پہاڑ برف سے ڈھکے ہوتے ہیں لہٰذا اس نے ان راستوں کے ٹھیک کرانے کا کام معتمد خان کو تفویض کیا۔

ع۳ مآثر جہانگیری ص ۲۲۴

سفر میں بھی اسکے ہمرکاب ہوا کرتے تھے وہ جن راستوں سے گذرتا تھا یا کشمیر میں جو دلکش جگہیں اُسے پسند آجاتی تھیں وہاں کسی بڑے پتھر پر کوئی دلکش شعر یا اپنے گذرنے کی تاریخ کندہ کراتا تھا چنانچہ سنہ ۱۰۳۲ھ میں پونچھ سے کشمیر آتے ہوتے جہانگیر نے یہ حکم دیا تھا:

"تاریخ عبور لشکر منصور بر لوح سنگی ثبت نمایند تا این نقش دولت در صفحہ روزگار ماند" ع۱

اور اس طرح بیرم کلہ سے جہانگیر جب سنہ ۱۰۲۹ھ میں کشمیر سے واپس ہندوستان جا رہا تھا تو وہاں راستے میں ایک نہایت دلکش آبشار اور چشمہ تھا جہاں جہانگیر کے حکم سے ایک صفہ تعمیر کرایا گیا تھا اس جگہ کو جہانگیر نے پسند کیا اور وہاں پر تاریخ عبور کے علاوہ بے بدل خان کے کہے ہوتے چند اشعار بھی پتھر پر کندہ کراکر اس صفہ کے اوپر نصب کرانے کا حکم دیا تاکہ یہ یادگار باقی رہے۔ ع۲

جہانگیر کے شکارگاہوں میں سے ایک دل پسند شکارگاہ جہانگیر پورہ تھا جہاں پر جہانگیر کے دام قفس میں ایک صحرائی آہو گرفتار ہو چکا تھا جو کہ دربار میں موجود تمام ہرنوں میں بے نظیر تھا جہانگیر کے حکم سے ہرن کے دام قفس میں گرفتار ہو جانے کی جگہ پر ایک یادگاری مینار تعمیر کرایا گیا اور اسکے حکم سے ملا محمد حسین زرین قلم کشمیری کا مندرجہ ذیل تحریر کردہ کتبہ مینار پر نصب کرایا گیا:۔

"درین فضای دلکش آہوئی بدام جہاندار خدا آگاہ نورالدین جہانگیر بادشاہ در آمد۔ در عرض یکماہ از وحشت صحرائیت برآمد، سر آمد آہوان خاصہ گشت۔ بنا بر ندرت آہوی مذکور حکم کردم کہ ہیچکس قصد آہوان این صحرا نکند و گوشت آنہا بر ہندو مسلمان حکم گوشت گاو و گوشت خوک داشتہ باشد" ع۳

ع۱ ماثر جہانگیری ص۳۳۲ مزید دیکھتے تو زک جہانگیری ص۴۰۶ (نولکشور)

ع۲ تو زک جہانگیری ص۳۲۱ (نولکشور) بہرم گلہ کے متعلق جہانگیر لکھتا ہے کہ یہاں سے لوگوں کی زبان بدلتی ہے یہاں کے لوگ ہندی، فارسی اور کشمیری میں بات چیت کرتے ہیں اصلی زبان ہندی ہے۔ تو زک ص۳۲۲

ع۳ تو زک جہانگیری ص۵۴ اس آہو کا نام جہانگیر نے منرج رکھا تھا جب یہ ہرن مر گیا تو اسے وہیں دفن کیا گیا جہاں پر اسے پکڑا گیا تھا اسکے قبر پر ہرن کا مجسمہ بھی بنوایا گیا۔ جہانگیر پورہ کے جاگیردار سکندر معین کو جہانگیر نے ایک قلعہ تعمیر کرانے کا بھی حکم دیا تھا تو زک جہانگیری ص۵۴

جامع مسجد سری نگر :- یہ مسجد سلطان سکندر (شہمیری) کے زمانے میں سکندر پورہ (موجودہ نوہٹہ) میں حضرت سید علی ہمدانیؒ کے فرزند ارجمند حضرت میر محمد ہمدانیؒ کے ایماء پر اس زمانے کے دو مشہور معماروں خواجہ صدرالدین خراسانی اور سید محمد لورستانی کی راہنمائی میں سنہ ۸۰۱ھ میں تعمیر کی گئی تھی "مسجد جامع کشمیری" سے اسکی تاریخ تکمیل نکلتی ہے ع۱ اسمیں ۳۷۲ بڑے ستون جن میں سے ۲۲ ستون تیس تیس گز لمبے اور چار چار گز ضخیم تھے اسکے چار طاق میں نصب کئے گئے تھے ع۲ اور یہ مسجد ایک سو بیس گز مربع شکل کی تعمیر کرائی گئی تھی ع۳ یہ مسجد سلطان حسن شاہ کے زمانے میں سنہ ۸۸۵ھ میں نذر آتش ہوگئی تین سال اور دو ماہ کے عرصے تک وہ اسکے مکمل کرانے میں کوشاں رہا اور دو دیواروں پر نقش ونگار کرائے "مسجد اسس علی التقویٰ" سے اسکی تاریخ سنہ ۸۸۵ھ نکلتی ہے ع۴ لیکن حسن شاہ کی اچانک موت سے یہ مکمل نہ ہو سکی اسکے بعد سلطان محمد شاہ کے وزیر ملک ابراہیم ماگرے کو جامع مسجد کی دو دیواروں اور چھت سنہ ۹۰۹ھ میں مکمل کرنے میں کامیابی ہوگئی یعقوب شاہ چک کے زمانے میں قاضی موسیٰ (جو کہ بعد میں شہید کئے گئے) نے اس مسجد کے چھت کی مرمت کرائی ع۵ جہانگیر کے عہد میں سنہ ۱۰۲۹ھ بروز عید رمضان اس مسجد کے گردونواح میں زبردست آگ لگ جانے کی وجہ سے بارہ ہزار مکانات کے سمیت یہ مسجد دوبارہ نذر آتش ہوگئی ع۶ معاصر مورخ حیدر ملک چاڈورہ اسکے نذر آتش ہونے

ع۱ تاریخ حسن ۱/۳۳۷ - ۳۳۸ واقعات کشمیر ص ۴۳۔

ماثر جہانگیری ص ۲۹۷ میں درج ہے کہ یہ مسجد سنہ ۷۹۵ھ میں تعمیر کی گئی اور توزک جہانگیری میں سنہ ۷۹۵ھ درج

ع۲ ماثر جہانگیری ص ۲۹۷

ع۳ تاریخ حسن ۱/۳۳۸

ع۴ تاریخ حسن ۱/۳۳۵ میں "مسجد اسس علی التقویٰ" خانقاہ معلیٰ کی تعمیر نو کیلئے بھی درج ہے!

ع۵ تاریخ حسن ۱/۳۴۹

ع۶ توزک جہانگیری میں درج ہے کہ "ازاں تاریخ تاحال سنہ ۱۰۲۹ھ یکصد وبست سال است کہ برجاست۔ از محراب تا دیوار شرقی یکصد وچہل وپنج درع وعرض یکصد وچہل وچہار درع است

باقی حاشیہ صفحہ ۸۸ پر

کے بارے میں لکھتا ہے کہ خانقاہ جڈی بل جو کہ کشمیر میں شیعوں کی بڑی خانقاہ تھی کے جلاتے جانے کی پاداش میں سنیوں نے اسکے والد ملک محمد ناجی اور اسکے خاندان کے دوسرے افراد پر یہ الزام لگایا کہ انہوں نے ہی اس عظیم الشان مسجد کو نذر آتش کیا۔ سنیوں کا ایک وفد جہانگیر سے ملا اور اسے صورت حال سے آگاہ کیا۔ باوجود اس کے کہ ملک حیدر چاڈورہ کو جہانگیر اور نور جہاں کے پاس کافی قدر و منزلت تھی اُسنے حیدر ملک کو ذاتی اخراجات سے اسکے تعمیر نو کا حکم دیا۔ ع۱ جس نے جانفشانی سے اس کام کو انجام دیا۔ جامع مسجد کے چار طاقوں میں سے اسکے جنوبی طاق کے دروازے کے اوپر حیدر ملک چاڈورہ کا نصب کرایا ہوا تاریخی کتبہ آجکل بھی موجود ہے اور جس سے اسکے تعمیر نو کے آغاز کی تاریخ بھی اخذ ہوتی ہے ع۲ یہ کتبہ جہانگیری دور کے باقی ماندہ کتبوں میں سے ایک ایسا کتبہ ہے جو تحول زمانہ کے ہاتھ سے بچ نکلا ہے کتبہ ملاحظ فرمایئے:

نخستین مسجد جامع زشہ اسکندر ثانی	عمارت یافت ونگہ سوخت از تقدیر سبحانی
دگر بارہ حسن شاہ آن کہ بود از نسل پاک او	بشد بانی این مسجد از توفیق ربانی
ولیکن از دو جانب فی ستون آرایت فی متعفش	ز ابراہیم احمد ماگری شد رارت تادانی
ہجرت نہصد و نہ بود تا دور محمد شاہ	کہ ایں جنت سرا شد زینت و زین مسلمانی
بتاریخ ہزار و لبت و نہ از ہجرت سید	بروز عید روزہ سوختہ نوبت ثانی

حاشیہ صفحہ گذشتہ

شتملبر چار طاق دبر اطراف ایوان دستونہاے عالی نقاشی و نگاری کردہ۔ الحق از حکام کشمیر اثری بہتر ازین نماند" توزک جہانگیری صد ۳۰۲ اس سے پتہ چلتا ہے کہ ۱۰۲۹ھ میں جب جہانگیر نے اس مسجد کے بارے میں تفصیل لکھی تھی اسوقت تک نذر آتش نہیں ہوتی تھی۔

ع۱ CATALOGUE OF PERSIAN MSS BY RIEU BRITISH MUSEUM f 297

ISLAMIC CULTURE IN KASHMIR PAGE 214

ع۲ تاریخ حسن ۱/۳۲۹

ملک حیدر رئیس الملک در عہد جہانگیری　　نہاد از نو بنایش باز روز عید قربانی

جو تاریخ بنایش جست گفتا ہاتف غیبی　　نہاد از نو اساسش بازگاہ عید قربانی ع۱

اکبر اور جہانگیر کے زمانے کی نادر عمارات جن کے در و دیوار پر نقش و نگار سے انکے بنوانے والے بادشاہوں کی عظمت، سطوت اور شان ظاہر ہوتی ہے یہ یادگاری عمارات انکے ذوق سلیم کی نفاست اور لطافت کو بھی ظاہر کرتی ہے اگرچہ کشمیر میں یہ یادگاریں متعدد ہیں لیکن زمانے کے ظالم ہاتھوں سے شکستہ، بوسیدہ اور منہدم ہو چکی ہیں اور ان کو دیکھ کر ہر عبرت بین انسان کا دل دہل جاتا ہے ان میں سے بعض نفیس باغات آج بھی وادی کشمیر کے فطری حسن کو چار چاند لگاتے ہیں جن میں ویر ناگ شالیمار باغ، اچھ بل اور مانسبل کے باغات اور شاہی محلات جہانگیر اور اسکی ملکہ نور جہاں کے بہترین انتخاب اور ذوق جمیل کی نشاندہی کرتے ہیں ع۲

ویرناگ:۔ شہر سرینگر کے بیچوں بیچ بہنے والے دریائے جہلم (جس کو فارسی مورخین نے دریائے بہت کا نام دیا ہے) کا اصلی منبع چشمہ ویرناگ ہے ع۳ اس چشمے کا صاف و شفاف پانی لطافت اور گوارائی میں ضرب المثل بن چکا ہے　　کلیم نے اسکے متعلق کہا ہے

انتخابی کردہ ام از گرم و سرد روزگار　　اشک چشم خویش آب چشمہ ورناگ را ع۴

یہ چشمہ تحصیل اننت ناگ میں پرگنہ شاہ آباد میں بانہال پہاڑی کے دامن میں پھوٹتا ہے چشمے کا نیلا پانی ساری وادی کو زندگی بخشتا ہے کیونکہ یہ دریا کشمیر کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک پھیلا ہوا ہے ابوالفضل اس چشمے کے بارے میں یوں لکھتا ہے " در زمین ویر سرچشمہ دریاء بہت ..... حوض است یک جریب ..... بشکرف آوا بر جوشد و ژرفا ناپدیدار

ع۱ واقعات کشمیر ص۱۲۴ HISTORY OF MUSLIM RULE IN KASHMIR PAGE 307,

ع۲ کشمیر ۲۵۳/۱ اور اسلامک کلچر ان کشمیر ص۱۲۲

ع۳ مآثر جہانگیری ص۳۱۱، تو زک جہانگیری ص۳۰۳ البتہ ص۲۹۶ میں غلطی سے چشمہ ترپاک درج ہوا ہے

ع۴ واقعات کشمیر ص۵

آنرا ویر ناگ گویند" ع۱

جہانگیر نے اپنی شہزادگی کے زمانے میں اس چشمے پر جگہ کی نزاکت اور نفاست کو مدنظر رکھکر ایک مناسب عمارت اور باغ تعمیر کرانے کا حکم دیا تھا ع۲ چنانچہ توزک میں وہ لکھتا ہے:

"این چشمہ منبع دریای بہت است...... در زمان شاہزادگی حکم فرمودہ بودم کہ بر سر این چشمہ عمارتی کہ موافق مقام باشد، اساس نہند" ع۳

جہانگیر نے شہزادگی کے زمانے میں دو بار اس چشمے کو دیکھا ہے ع۴ لیکن چشمے کا ہشت گوشہ سنگین حوض جو تخمیناً آٹھ فٹ گہرا ہے اسکے اردگرد کی عمارات اور چشمے کے سامنے خوبصورت باغ کی تعمیر کا کام جہانگیر کے پندرھویں سال جلوس مطابق ۱۰۲۹ھ میں مکمل ہوا تھا ع۵

تاریخ حسن کے مؤلف نے لکھا ہے کہ جہانگیر نے حیدر ملک چاڈورہ کو اس چشمے پر عالیشان عمارات ہشت گوشہ سنگین حوض اور حوض کے اردگرد کی حصار بنوانے کا حکم صادر کیا تھا۔ حیدر ملک نے اسکے اردگرد کی حصار میں ۲۴ خوبصورت محراب بنواتے اور ایک محراب میں ایک پتھر پر مندرجہ ذیل کتبہ کندہ کراکر نصب کرایا۔ یہ کتبہ سنگ سیاہ پر جہانگیر کے زمانے کا خط نستعلیق میں ایک بہترین نمونہ ہے:

"پادشاہ ہفت کشور شہنشاہ عدالت گستر ابو المظفر نورالدین جہانگیر پادشاہ ابن اکبر پادشاہ

ع۱ آئین اکبری ۲/۵۶۸

ع۲ توزک جہانگیری ص۳۰۲

ع۳ توزک جہانگیری ص۳۱۸ لیکن ص۳۰۲ میں یوں درج ہے "بعد از جلوس فرمودم کہ اطراف چشمہ بہ سنگ بستہ باغیچہ بر اطراف آن ترتیب دادہ جوی آنرا جدولی ساختند وایوانہا و خوانہا بر دور چشمہ ساختہ جاتی مرتب گشتہ کہ روندہ ہای ربع مسکون مثل آن کم نشان می دہد"۔

ع۴ توزک جہانگیری ص۳۰۲

ع۵ توزک جہانگیری ص۳۱۸

غازی بتاریخ ۱۵ سنہ جلوس دریں سرچشمہ فیض آئین نزول اجلال فرمودند۔ ایں عمارت بحکم آں حضرت صورت اتمام یافت

ازجہانگیر شاہ اکبر شاہ   ایں بنا سرکشیدہ بر افلاک

بانی عقل یافت تاریخش   قصر آباد و چشمہ ورناک [ع۱]

۱۰۲۹ھ

جہانگیر نے اپنی توزک میں اس چشمے اور باغ کے بیچوں بیچ گذرنے والے پانی کی ندیوں اور اردگرد جدولوں، پانی میں تیرتی ہوئی مچھلیوں، ایوانوں میں لگے ہوئے طاقوں اور صاف وشفاف پانی کی یوں تعریف کی ہے:

"حوض مثمن چہل و دو ذرع و چہاردہ گز عمق و آبش از عکس سبزہ دریا چین کہ برکوہ رستہ، زنگاری رنگ و ماہی بسیار شناور و بر دور حوض ایوانہای طاق زدہ و باغی درپیش ایں عمارت واز لب حوض تا در باغ جوئی چہار گز درعرض و یک صد و ہشتاد گز در طول و دو گز در عمق و براطراف جوی خیابان سنگ بست وآب حوض بمثابہ صاف ولطیف کہ باوجود چہار گز در عمق، اگر نخودی در زیر آب افتادہ باشد بنظر درمی آید و از صفاتی، جوی و سبزہ وگیاہ کہ در زیر آن چشمہ رستہ چہ نویسد..... نفس الامر آنکہ در تمام کشمیر باین خوبی و دلفریبی سیرگاہی نیست" [ع۲]

باغ صفا:۔ مان سرجھیل جو کہ آجکل مانسبل کے نام سے مشہور ہے کے شمالی کنارے پر نورجہاں نے ایک عالیشان دولت خانہ تعمیر کرایا تھا اور اسکا نام باغ صفا رکھا گیا تھا [ع۳] آجکل یہ باغ معدوم ہوچکا ہے البتہ نورجہاں کے محل کے کھنڈرات جھیل کی جانب آج بھی منہدم

ع۱ شیرین قلم جلد دوم مطبوعہ کلچرل اکادمی سرینگر

ع۲ توزک جہانگیری ص۳۱۸ کشمیر ۲۶۳/۱ میں درج ہے کہ جہانگیر نے ویرناگ میں ایک نگارخانہ (PICTURE GALLARY) بھی لگوایا تھا جسمیں ہمایوں، اکبر اور جہانگیر اور ایران کے شاہ عباس کی تصویریں رکھی گئیں تھیں۔

ع۳ تاریخ حسن ۱۵۹/۱

حالت میں ملتے ہیں ع ۱

باغ فرح بخش یا شالیمار باغ:- یہ باغ جھیل ڈل کے کنارے کشمیر کے مغل باغات میں سب سے زیادہ اہم اور دلکش باغ ہے جہانگیر نے اس باغ کا نام باغ فرح بخش رکھا تھا لیکن کشمیر میں یہ خوبصورت اور جہانگیر کے ذوقِ جمیل کی یاد کو تازہ کر دینے والا باغ شالیمار باغ کے نام سے مشہور ہے اساطیری روایات کے تحت کشمیر کے ایک راجہ پرورسین (۷۹ء تا ۱۳۹ء) کے زمانے میں یہاں پر سوگرام سوامی نام کا ایک مرتاض عابد فروکش ہو چکا تھا۔ راجہ پرورسین اکثر اوقات اسکے پاس جایا کرتا تھا راجہ نے اپنے لئے یہاں پر ایک عالیشان محل تعمیر کرایا جس کا نام اس نے شالمار رکھا ع ۲ زمانے کے گذرنے کے ساتھ ساتھ یہ کاخ شاہی منہدم ہو گیا اور وہاں پر ایک گاؤں آباد ہوا اور بعد میں اسی گاؤں کا نام شالمار پڑا ع ۳

جہانگیر کے زمانے میں شالمار میں پہاڑ سے ایک خوبصورت ندی بہتی تھی اُسے یہ جگہ پسند آئی اور اپنے بیٹے شہزادہ خرم (شاہجہاں) کو حکم دیا کہ ندی کو آبشار کی صورت میں بہا کر یہاں پر ایک سیرگاہ تعمیر کی جائے توزک میں اسکی طرف یوں اشارہ ملتا ہے:

"دریں دو سہ روز اکثر اوقات برکشتی نشستہ از سیر و تماشای شگوفہ پھاگ و شالمار محظوظ گشتم۔ پھاگ نام پرگنہ ایست کہ بر اطراف کوہ ڈل واقع است و ہمچنین شالمار نیز متصل آن و جوی آب خوشی دارد کہ از کوہ آمدہ بہ کول ڈل میریزد۔ بر فرزند خرم فرمودم کہ پیش آن را

ع ۱ تاریخ حسن ۱/۱۸۹

ع ۲ بقول مصنف تاریخ حسن شال کے معنی خانہ یعنی گھر کے ہیں جیسے دھرم شال اور مار لقب کام دیو ہے جسکے معنی زیبا یا خدائے محبت کے ہیں۔ اسطرح سے شالمار کے معنی خانۂ محبت ہے لیکن کشمیر ۲/۲۹ ص میں صوفی نے نگارستان کشمیر کے حوالے سے لکھا ہے کہ شالامار اصل میں ترکی لفظ ہے جسکے معنی مقام آسائش و آرام ہے۔

ISLAMIC CULTURE IN KASHMIR PAGE 221

ع ۳ تاریخ حسن ۱/۲۸۴

بستند، آبشاری بہم رسیدہ کہ از آن محظوظ نتوان شد و این مقام از سیرگاہای مقرر کشمیر است"۔ ۱ؔ
شہزادہ خرم کی نگرانی میں جہانگیر کے حکم کے تحت سنہ ۱۰۲۹ھ میں یہاں پر ایک خوبصورت
باغ کی تعمیر شروع ہوئی۔ باغ میں ندی کے پانی کو آبشار اور فواروں کی صورت میں تبدیل کرایا۔
باغ میں شہزادہ نے ایک حوض بھی بنوایا اور اس حوض کے وسط میں ایک خوبصورت بارادری تعمیر
کرائی جس کے در و دیواروں پر خوبصورت نقش و نگار کراتے گئے۔ باغ کے ارد گرد کی دیوار بھی بنوائی
اور اسمیں قسم قسم کے درخت لگوائے۔ آبشار کا فرش مسطح پتھروں سے بنوایا جسمیں قیمتی جواہر، نگین اور
عقیق مرصع کئے گئے تھے۔ ۲ؔ شالمار باغ کی توصیف میں معاصر شاعر سلیم کا مندرجہ ذیل قصیدہ ادبی
اور تاریخی دونوں اعتبار سے اہمیت کا حامل ہے ملاحظہ فرمائیے:

شنیدم شاہ روشن دل جہانگیر	ز عشرت شد چو رونق بخش کشمیر
چو شد دامان دریا جلوہ گاہش	بسوی شالمار افتاد راہش
فضایی دید چو روی عروسان	سزاوار عمارات و گلستان
بطبعش روح روح افزا اثر کرد	گران خوابی دماغش راخبر کرد
بگفت این دست رنگین ردی عمارت	ز ما سرمنزلی این جا ضرور است
دران ایام شاہ ہفت اقلیم	کہ بر سر دارد از خورشید دیہیم
سر و سرگردہ شاہزادگاں بود	دران شاہزادگی شاہ جہاں بود

۱ؔ توزک جہانگیری ص ۳۰۷
ظفرخان احسن نے اس باغ کا نام ایک جگہ شالامار لکھا ہے۔

برآوردہ سُر از شوق نگارش کہ تا بوسد کنار شالامارش

۲ؔ شالمار باغ کے آبشار کے فرش سے نگین اور عقیق جیسے قیمتی جواہر مہاراجہ رنبیر سنگھ کے
وزیر اعلی وزیر پنوں نے نکلوادیئے جن کی وزن ایک خروار تھی اور آبشار کے فرش کو اکھاڑ کر
سنگ ایلین فرش بچھادی۔ ملاحظہ ہو تاریخ حسن ۱/۲۸۷

پی اتمام ایں منزل قدافراخت — برای خویش کاری پیش انداخت

ازیں چندیں صفا در کار او شد — کہ شاہ ایں چنین معمار او شد

زنہر و آبشار و حوض و فوار — ز دیوار و عمارت، نخل و گلزار

بہشتی در جہاں شد آفریدہ — چنین باغی فلک ہر گز ندیدہ

کنوں آمد زفیض خاک و آبش — فرح بخش از شہ عالم خطابش [۱]

شالمار باغ سنہ ۱۰۳۰ھ میں مکمل ہوا[۲] فرحت گاہ شاہی" سے اسکی تاریخ تکمیل بحساب ابجد سنہ ۱۰۳۰ھ نکلتی ہے اسکے تکمیل کا تاریخی قطعہ ملاحظہ فرمائیے،

چو شد آراستہ باغ فرح بخش — بحکم حضرت ظل الٰہی

شہنشاہ شہان شاہ جہانگیر — کہ مشہور است از مہ تا بماہی

پی تاریخ ایں گلزار ریان — خرد فرمود" فرحت گاہ شاہی" [۲]

باغ عیش آباد:- سو درہ کھون (جھیل) کے مشرقی کنارے پر آشائی بلاغ پل کے قریب حضرت بل جانے والی سڑک کے بائیں کنارے پر جہانگیر نے ایک اور باغ تعمیر کرایا تھا اور اس باغ کا نام باغ عیش آباد رکھا تھا۔ گاندربل لار سے ایک نہر کے ذریعے آنے والا پانی اس باغ کو سیراب کرتا تھا اور اس ندی میں بھی جہانگیر نے آبشار اور فوارے لگوائے تھے یہ باغ سنہ ۱۰۳۲ھ میں پایہ تکمیل کو پہنچا تھا باغ کے تاریخ تکمیل کا قطعہ تاریخ ملاحظہ فرمائیے:

عیش آباد روضہ شاہی — از جہانگیر شہ جو یافت نظام

---

[۱] تاریخ حسن ۱/۸۶-۲۸۷

[۲] تاریخ حسن ۱/ ۲۸۷ صوفی نے اس باغ کی تاریخ تکمیل سنہ ۱۰۳۱ھ لکھی ہے جو کہ صحیح نہیں ہے ملاحظہ ہو صوفی کی تصنیف

ISLAMIC CULTURE IN KASHMIR PAGE 221

Scanned by CamScanner

ہر تاریخ آن سرو دش بگفت   عیش آباد گلشن آرام ع ۱

بحر آرا:۔ سودرہ کھون (جھیل) کے مغربی کنارے پر عیش آباد باغ کے مقابلے میں باغبان پورہ کے نزدیک ملکہ نور جہاں نے ایک عالیشان اور وسیع باغ تعمیر کرایا تھا اس باغ کے سیراب کرنے کے لئے الٰہی باغ کی ندی سے پانی نہر کے ذریعے لایا گیا تھا کہتے ہیں کہ جہانگیر بادشاہ اکثر وہاں پر ایک چھوٹے شکارے (کشتی) میں بیٹھ کر چاندنی رات میں سیر و تفریح کے لئے جایا کرتا تھا اس باغ میں جہانگیر نے ایک عالیشان ہفت طبقہ کاخ بنوایا تھا جہاں سے وہ چاندنی راتوں میں پر کیف نظاروں سے لطف اندوز ہوتا تھا۔ اسی مناسبت سے اس رفیع المنزلت کاخ کا نام "بحر آرا" رکھا تھا یہ کاخ ۱۰۳۲ھ میں مکمل ہوا تھا باغ اور کاخ بحر آرا کا قطعہ تاریخ ملاحظہ ہو:

چوں بکشمیر باغ بحر آرا   گلشنی تازہ گشت شہر آرا

ہفت منزل نشیمن شاہی   بر جبینش شد است دہر آرا

ہر تاریخ این نشیمن خاص   ہاتفی گفت کاخ بحر آرا ع ۲

اچھ بل:۔ جہانگیر نے اس کا نام اچھول لکھا ہے ع ۳ یہاں پر جہانگیر کے زمانے میں موزون اور دلکش نشیمن بنائے گئے تھے اچھ بل کی خوبصورتی اسکے چشمہ میں مضمر ہے جو کہ سوسن واری پہاڑ کے دامن سے شد و مد کے ساتھ پھوٹتا ہے جہانگیر نے اسکو چند بہترین اور خوبصورت جگہوں میں شامل کیا ہے۔ چنانچہ اس چشمے کے اوپر وہ اکثر بزم پیالہ اور محفل سرور ترتیب دیتا تھا وہ لکھتا ہے کہ: روز مبارک شنبہ در سر ناگ

ع ۱ تاریخ حسن ۲۸۸/۱ پیرزادہ غلام حسن مصنف تاریخ حسن کے زمانے میں یہاں صرف چند چنار کے درخت موجود تھے آجکل کثرت استعمال سے اس باغ کا نام بگڑ کر "آشاتی باغ" ہو چکا ہے اسکو باغ نگین بھی کہتے ہیں۔

ع ۲ تاریخ حسن ۲۸۹/۱

ع ۳ توزک جہانگیری ص ۳۵۵

بزم پیالہ ترتیب یافت" ع۱ نورجہاں نے یہاں پر ایک باغ بیگم آباد کے نام سے بنوایا تھا اور یہاں پر عالیشان عمارت اور پتھروں سے ایک حمام نورجہاں کے حکم سے تعمیر ہو چکا تھا آجکل اسکی عمارت منہدم ہو چکی ہے البتہ حمام موجود ہے ع۲

جہانگیر کے زمانے میں مندرجہ بالا باغات کے علاوہ بھی بہت سے باغات وادی کشمیر میں تعمیر کئے گئے لیکن ان میں سے اکثر باغات آجکل منہدم ہو چکے ہیں اور صحیح طور پر یہ اندازہ بھی نہیں لگایا جاسکتا کہ یہ کہاں پر موجود تھے جن میں سے ایک سرینگر کے عیدگاہ کے قریب نور باغ شامل ہے جو نورجہاں کا بنوایا ہوا تھا ع۳ جہانگیر کے زمانے میں اسکے صوبیدار کشمیر ارادت خان نے سنہ ۱۰۳۰ھ میں سونتی مٹن ہار میں جو کہ موجودہ نادپورہ (منوار یا منور آباد) کے مشرق میں واقع ہے، میں ایک بے نظیر اور وسیع عمارت، برج اور سنگین زینے تعمیر کراتے تھے اس عمارت کے پنجرے نازک اور گل کاری کئے ہوئے تھے ع۴ اسکے علاوہ جہانگیر کے ایک اور صوبیدار کشمیر دلاور خان نے برارہ نمبل محلہ شمواری (خانقاہ معلی سرینگر) میں سنہ ۱۰۲۷ھ میں باغ دلاور خان تعمیر کرایا تھا جسکی تاریخ تکمیل "عمارت شاہی" سنہ ۱۰۲۷ھ ہے ع۵

پتھر مسجد (مسجد سنگین یا نو مسجد) :- شہر سرینگر کے وسط میں دریائے جہلم کے مغربی کنارے پر اور خانقاہ معلی کے مقابلے میں محلہ حضرت ایشان صاحب کے بالکل قریب یہ مسجد ملکہ نورجہاں کے ایما پر جہانگیر بادشاہ نے سنہ ۱۰۳۲ھ میں خالص پتھروں سے تعمیر کرائی ہے اس مسجد میں بڑے بڑے پتھر

ع۱ توزک جہانگیری ص۳۵۲

ع۲ تاریخ حسن ۲۸۹/۱

ع۳ تاریخ حسن ۲۸۹/۱

ع۴ تاریخ حسن ۳۰۰/۱ واقعات کشمیر ص۱۲۵

ع۵ تاریخ حسن ۳۰۱/۱

استعمال ہوتے ہیں ع۱ یہ مسجد کشمیر میں جہانگیری عہد کی ہی نہیں بلکہ تمام مغلیہ دور کی فن معماری کا برجستہ اور بہترین مرقع ہے اسکی عظمت سطوت اور استواری کی بدولت چند صدیاں گذرنے کے باوجود بھی اسکی شہرت میں کوئی فرق نہیں آیا ہے یہ عمارت بہترین کاری گری اور اعلیٰ پایہ کی فن کاری کی بدولت اکبر اور جہانگیر کے زمانے کی تاریخی عمارات کے مقابلے میں ایک انوکھی یادگار ہے۔ مسجد کی استواری، اسکے محرابوں کی خاص ساخت، رفعت اور ستونوں پر کی گئی کندہ کاری اور نقش ونگار کو دیکھ کر ہر دیکھنے والے کی توجہ اپنی طرف کھینچ لیتی ہے اور مسجد کی طاق سازی منبت کاری، مسجد کے اندرونی گول گنبد اور اسکی سنگین چھت کشمیر میں مغل فن معماری کی یاد تازہ کرتی ہے۔

اس مسجد کی شمال سے جنوب تک کی لمبائی ساٹھ گز اور مشرق سے مغرب تک کی چوڑائی اٹھارہ گز ہے دریائے جہلم کے کنارے تک اس کا صحن پھیلا ہوا ہے جسکو جہانگیر نے سنگین فرش سے آراستہ کرایا تھا۔ ع۲

کشمیر میں کوئی بھی مسجد اس دور کی اتنی پائیدار اور اپنی اصلی حالت میں موجود نہیں جتنی کہ پتھر مسجد ہے لیکن افسوس ہے کہ اس عالیشان مسجد پر کوئی بھی کتبہ جہانگیر کے زمانے کا موجود نہیں ہے اور جو کتبہ مسجد کے مشرقی دروازے کے اوپر آجکل نصب ہے وہ افغان دور کا ہے کیونکہ راجہ سکھ جیون ع۳ نے سنہ ۱۱۶۹ھ کے قحط کے دوران اس مسجد میں شالی کا ذخیرہ کرایا تھا اور مسجد ویران ہو گئی لیکن افغان

ع۱ تاریخ حسن ۱/۶۸۳

ع۲ کشمیر میں سکھ دور میں کرنیل میاں سنگھ نے پتھر مسجد کے صحن سے سارا سنگین فرش اکھاڑ کر بسنت باغ کی تعمیر میں استعمال کرایا۔ ملاحظہ ہو تاریخ حسن ۱/۶۸۳

ع۳ راجہ سکھ جیون کا آبائی وطن خوشاب پنجاب تھا وہ کابل میں پیدا ہوا تھا وہ احمد شاہ درانی کے زمانے میں صوبیدار بن گیا تھا۔ ملاحظہ ہو تاریخ حسن ۱/۶۸۳ حاشیہ

گورنر میر ہزار خان ؏۱ نے مسجد کی مرمت کرائی اور اسکے مرمت کی تاریخ کا کتبہ اسکے مشرقی دروازے کے اوپر نصب کرایا ؏۲

مندرجہ بالا فن معماری کے چند برجستہ نمونوں اور ان پر نصب کئے گئے کتبوں کے علاوہ اس دور میں مختلف اور بہت سی قبروں اور سرلوحوں پر کندہ تعویزات بھی کتبوں میں شامل ہیں جن میں خاص طور پر اس دور کے مشہور علما، فضلا، صوفیا اور شعرا کے قبروں اور روضوں پر کے تعویزات شامل ہیں لیکن طوالت کلام کے بموجب ان کو مجبوراً نظر انداز کرنا پڑا۔ بہرحال ان کتبوں سے جو نتایج اخذ کئے جا سکتے ہیں انکو ملحوظ نظر رکھکر یہ کہنے میں کوئی تامل نہیں کہ تاریخی اہمیت رکھنے کے علاوہ کشمیر میں فارسی ادب کی ترویج اور احیاء کے لئے اس زمانے میں حتی الامکان کوششیں جاری تھیں جہاں تک ان کتبوں کے ترسیم کئے جانے کا سوال ہے کشمیر میں اکبر اور جہانگیر کے دور سے پہلے جو کتبے فارسی یا عربی زبانوں میں آجکل دستیاب ہیں ان میں ایک خاص بات یہ نظر آتی ہے کہ کشمیری سلاطین کے کتبے اکثر خط نسخ میں ابھرے ہوئے حروف میں

؏۱ میر ہزار خان، تیمور شاہ اور زمان شاہ درانی کے زمانے میں صوبیدار کشمیر تھا ۱۷۹۲ء سے ۱۷۹۳ء تک۔ ملاحظہ ہو تاریخ حسن ۱/۲۷۴ حاشیہ

؏۲ پتھر مسجد پر آجکل جو کتبہ نصب ہے وہ یہ ہے

شکر حق کز دعای اہل یقین	باز آباد گشت خانہ دین
کرد سردار خطہ میر ہزار	مسجد نصر بپا بصد تزئین
اختر دو نقش فروزان باد (۹)	تا بود بر فلک مہ د پردین
اینچنین مسجدی از بلندی قدر	آسمانی بود بر دی زمین
عاقبت روسیاہ ملعون شد	ہر کہ ادغلامی نہاد درین
خبر از ہاتفی پرسیدم	تا کند سال این مرا تلقین
ہاتفی گفت عہد میر ہزار	نو شد آباد مسجد سنگین ۱۲۰۷ھ

پتھروں کے سینے تراش خراش کر کے ضبط تحریر میں لاتے گئے ہیں لیکن چک سلاطین کے دور میں فن خوشنویسی میں یکایک ایک انقلاب آگیا۔ خط نسخ نے نستعلیق جیسے عروس الخطوط کے لئے جگہ خالی کر دی چنانچہ چک دور کے چند دستیاب کتبے اسی خط نستعلیق کے بہترین اور بے نظیر نمونے ہیں لیکن یہ کتبے بھی شاہمیری دور کے کتبوں کی طرح پتھروں کے سینے تراش کر ابھرے ہوتے حروف میں ملتے ہیں جس کا بہترین نمونہ شاہمیری دور کے آخری تاجدار حبیب شاہ کی قبر کا سنگ مزار ہے جو بد قسمتی سے آجکل نہایت خستہ حالت میں مہاراج گنج کے مزار سلاطین کی چار دیواری میں زین العابدین کے بنواتے ہوئے اپنی ماں کی قبر کے گنبد جو کہ ڈومٹھ کے نام سے مشہور ہے کے مقابلے میں بازار کی جانب چن دیا گیا ہے۔

کشمیر میں اکبر اور جہانگیر کے زمانے میں خط نستعلیق نے بے حد رواج پایا۔ کشمیر کے سلاطین کے کتبوں اور اکبر یا جہانگیری عہد کے کتبوں میں سب سے بڑا فرق یہ ہے کہ مغل کتبے خط نستعلیق میں پتھر پر ابھرے ہوتے حروف کی بجائے پتھروں کے سینوں کو (ENGRAVE) چیر کر کندہ کئے گئے ہیں جو کہ کشمیر میں کتبوں کے ترسیم میں ایک انقلابی حیثیت رکھتا ہے

اکبر اور جہانگیری دور کے ان بے نظیر کتبوں میں خاص طور پر ناگر نگر (کاٹھی دروازہ) مسجد جامع سرینگر اور ویری ناگ کے کتبے زمانے کے ظالم ہاتھوں سے بچکر زیبائی اور رعنائی کے بہترین مرقعوں میں شامل کئے جا سکتے ہیں۔

Scanned by CamScanner